

مزید اشکالات

سوال - ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۷۷ء میں "چند اشکالات" کا جو جواب اولہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اس کے متعلق چند معروضات ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب باصوبہ عنایت فرما کر عند اللہ ماحول ہو سکے۔

۱) جن حوادث کی خبر ایک صاحب وحی نے اتمام محبت کے بعد یا کسی کے مرنے جینے کے متعلق قبل از وقت دی ہو، کیا وہ مرزا اور حبیبنا، فتح و شکست، "علم حقیقت" کی "وہ" سے حق و باطل کا معیار ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اس دنیا میں عقیدہ صحیحہ اور اپنا کردار مذہب حقہ کے مطابق رکھنے والوں میں اور باطل کے پرستاروں میں فراخ بونی یا تنگ دستی سے دو چار ہو جانا معیار حق و باطل نہیں تو فرمائیں یہ جو حضرت نورؑ اور حضرت بہوؑ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری اطاعت کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار طلب کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور مقررہ میعاد تک تم کو بہت ملے گی، وقت پر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بارشیں برسائے گا۔ اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ (۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸) کیا یہ فراخی اور تنگی رزق وغیرہ کے وعدے مذہب حقہ کے مطابق کردار رکھنے کا نتیجہ نہیں؟

(۳) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے تین نشانات کے اظہار سے، جس سے حق و باطل میں فرق ہو جائے قبول آپ کے انسان کی وہ آزادی رائے ختم ہو جاتی ہے جو اسے دوسرے دہر ہستی بنا کر قابل منرا یا سزاوار جزا بناتی ہے (اور) اکراہ فی الدین کی حالت قائم ہو جاتی ہے۔ تو پھر فرمائیں آپ کے سابق امیر صاحب نے جو قرآن کی طرف، یہ تعلیم منسوب فرمائی ہے کہ "یہ امت خدائی فوجداروں کی جماعت ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے متعلق فرمایا اَلَسْتُ عَلَیْہِمْ بِصَبِیْطٍ یعنی آپ لوگوں پر وار و غم نہیں ہیں) جو اس لیے نکالی گئی ہے کہ وہ دنیا سے

ظلم (طبراً ظلم اللہ تعالیٰ نے شرک تبایا ہے) فتنہ، طغیان اور ناجائز استغفار کو بزورِ مشادے "دفتنہ سے آپ کی مراد عقایدِ باطلہ ہیں) کیا اس کو زبردستی مٹانا اگر اہ فی الدین نہیں؟ دوسری عبارت یہ ہے کہ "..... اور خدا نے رسول کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سیدھا راستہ اور حق کی اطاعت کا صحیح ضابطہ دے کر بھیجا ہے تاکہ تمام اطاعتوں پر یہ لفظ دین کا ترجمہ کیا گیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری طرف صاف طور پر مدینہ میں یہ حکم دیا تھا کہ لا اکراہ فی الدین، یعنی اطاعت کے صحیح ضابطہ کو منوانے کے لیے جبر نہیں کرنا، کو مٹا کر ایک اطاعت (یعنی دین اسلام) کو سب پر غالب کر دے؟ کیا اس حکم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی وہی آزادی رائے ختم کرنا چاہتا ہے؟ کیا اس صورت میں قرآنی تعلیم میں اختلاف ثابت نہیں ہوتا؟

(۴) افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے "شمیع ناموس کے پيروانوں کو ایک طرف صحابہ سے مشابہت دی ہے اور دوسری طرف بہت بُرے پیمانہ پر وہ عیوب بھی گنے ہیں جن سے ان کی مشابہت مغضوب علیہم قوم سے ثابت ہوتی ہے۔ کیا اس امر سے صحابہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

(۵) آپ کو جب یہ تسلیم ہے کہ حق و باطل میں لمبی کشمکش ہوتی ہے اور کسی ایک لہریہ واقعہ کی کروٹ پر حکم قطعی نہیں لگایا جاسکتا کہ اب آخری فیصلہ ہو گیا ہے تو کیا اس امر سے یہ حکم لگانا کہ قادیانیت..... کے زعمال کے آثار بالکل عیاں ہو گئے ہیں آپ کی اپنی بیان کردہ حقیقت کی تردید نہیں؟

شجرہ خدیجہ کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ درست ہے — مگر یہ بتائیے کہ کیا اس شجرہ کے شجرہ طیبہ ہونے میں آپ لوگوں کو کوئی شک ہے جو پندرہویں صدی سے اپنے تئیں پر مکر ہے جس کی جڑیں اس قدر گہری زمین میں اتر چکی ہیں کہ سارے پاکستان کے مٹانے اس کے اکھیرنے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

(۶) آپ کی طرف سے تو نقولِ علیینا کی جو تاویل کی گئی ہے وہ ہر امر غیر معقول ہے۔

جواب۔ آپ کے مکتوب میں سے وہ حصہ ہم نے ساقط کر دیا ہے جو سوالات پر نہیں بلکہ تادیب کی صداقت و عظمت کی تبلیغ پر مشتمل ہے۔ سوالات میں سے بھی کہیں کہیں غیر ضروری حصے حذف کر دیے گئے ہیں۔ آپ کی عبارت کی بہ ربطی اور اس کے گنجلک پن پر ہمارا کوئی بس نہیں تھا، لہذا اس کا بار خود قارئین کو اٹھانا پڑے گا۔ جواب علی الترتیب درج ذیل ہیں:-

(۱) جی ہاں! شبہ طبعیہ خبر دینے والا انی الواقعہ صاحب وحی ہو۔ لیکن تمام اخبار غیب اور تمام معجزات منکبرین حق کے لیے اپنے اندر گنجائش تاویل ضرور رکھتے ہیں۔ امور طبعی میں فریب نفس نہیں چلتا، کیونکہ ایک سبب کا ایک ہی نتیجہ صراحت کے ساتھ بار بار تجربہ میں آکر اپنی واقعیت منواتی ہے، لیکن امور و غیبیہ میں افراد برسوں تک اور قومیں صدیوں تک فریب نفس میں مبتلا رہتی ہیں۔

(۲) یقیناً دین برحق پر چلنا اور اس کے غلبہ کی جدوجہد کرنا انسان کو اس نظام خیر و برکت تک پہنچا دینے کا ذریعہ ہے جس سے حیات طیبہ حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اس جدوجہد کے دوران میں افراد کو طرح طرح کے مظالم اور ابتلا میں سے گزرنا پڑتا ہے، اور بسا اوقات سالہا سال اس میں صرف ہوتے ہیں۔ اس جدوجہد کے دوران میں کسی فرد کے منعم یا ابتلاء کو دیکھ کر فوراً یہ فیصلہ نہیں صادر کیا جاسکتا کہ وہ تو قبیح حق ہے اور یہ منحرف۔ اسے نیکی کی خرا مل رہی ہے اور اسے بدی کی سزا۔ یہ حقیقت اگر آپ تسلیم نہ کریں تو بڑے اشکال پیدا ہونگے۔ مثلاً غلبہ دین کی جدوجہد کے دوران میں جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء و امدان کے رفقاء پر گزری اور اس کے مقابل میں جو ٹھٹھا باٹھ مخالفین حق کے تھے اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی؟ آنحضرت معلوم کے پیروں کو دوران جدوجہد میں کیا حالات پیش آئے اور ان کے حریفوں کا عالم کیا تھا؟ پھر صحابہ میں سے وہ بھی تھے جو اسلام کے قبول کرنے میں جس دور ابتلاء سے دوچار ہوئے اسی میں وہ شہادت کی منزل پر پہنچے۔ ان کی زندگی میں کہاں سے فرادانی رزق اور تمکون فی الارض اور دوسرے انعامات الہی کا مظاہرہ آپ تلاش کر کے نکالیں گے؟ امام حسینؑ امام مالکؑ، امام احمد بن حنبلؑ اور امام ابو حنیفہؑ کی صف کو ایک طرف، کھڑا کر کے اور دوسری طرف

بنو امیہ کے حکمرانوں کو سامنے لا کر غور کیجیے کہ آپ کے نقطہ نظر سے فرقہ پرستوں کی پوزیشن کیا قرار پاتی ہے؟
مجدد الفتن ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہید، اور سید احمد شہید بریلوی رحمہم اللہ اجمعین گو اکبر
اور جہانگیر اور سلطنتِ برطانیہ اور سکھوں کی حکومت کے بالمقابل جدوجہد کی حالت سے گزرتے ہوئے
تاریخ میں ملاحظہ فرمائیے اور پھر مسئلہ کو سوچیے۔ دو اصولی باتیں یاد رکھیے:-

— دین برحق پر چلنے کے نتائج حسنہ دنیا میں پوری طرح اجتماعی زندگی میں ظہور پذیر
ہوتے ہیں۔

— یہ نتائج بھی جدوجہد کی تکمیل پر برآمد ہوتے ہیں، جدوجہد کے دوران میں گونا گوں
حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔

۳۴) نبی صلعم کی ایک حیثیت تھی داعی کی، دوسری حیثیت تھی ایک سوسائٹی کے معمار اور ایک ریاست
کے منتظم کی۔ پہلی حیثیت میں آپ کے سامنے کام کا دار و مدار مجرد دلیل کے ذریعے افہام و تفہیم پر تھا۔ دوسری
حیثیت میں آپ نے جنگیں کیں اور تلوار کے ذریعے فتنہ و فساد کی روک تھام کی۔ عدالت کی کرسی پر تشریف فرما
ہوئے اور قانون کے کورے کو حرکت دے کر جرائم کی روک تھام کی یعنی جہان تک اسلام کے عقیدہ و
فلسفہ کو منوانے کا تعلق ہے اس میں جبرِ مبرا نہیں رکھا گیا، لیکن جہان تک اسلام کے اجتماعی نظام کو چلانے کا
معاملہ ہے پوری کی پوری اجتماعی قوت اس کام میں استعمال کی گئی۔

لست علیہم بصیطر کا تعلق کارِ دعوت سے ہے۔ لیکن اجتماعی نظام کے تقاضوں کے
محاط سے آپ کو احکام دوسرے دیئے گئے، مثلاً یہ کہ یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین و
اغلظ علیہم، یا مثلاً وان احکم بنہم بما انزل اللہ۔

آپ براہِ کرم دعوت کے اصولوں اور اجتماعی نظام کے تقاضوں میں فرق کریں۔

(۳۷) یہ مناظرانہ ذہن کے طرزِ فکر کی ایک افسوسناک مثال ہے۔ ایک شخص اللہ کی ایک سنت

کو معلوم کرنے کے لیے انبیاء و صحابہ کی دعوت و تحریک کا مطالعہ کرتا ہے اور پھر اس سنت کو سامنے
رکھ کر اپنے گرد و پیش کے احوال کے بارے میں رائے قائم کرتا ہے، اس پر آپ فرماتے ہیں کہ اس نے

عام مسلمانوں کو جس میں اچھے جذبات کے ساتھ عملی کمزوریاں بھی ہیں، راہبان کمزوریوں کو ہم اس لیے سامنے لاتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو، صحابہ سے مشابہت دے کر صحابہ کی توفیق کمزوری - انہی باتوں سے قادیانی ذہن پہنچانا جاتا ہے۔

(۵) اس سوال کا جواب انہی سطور میں موجود ہے جن کو دیکھ کر آپ نے یہ نئے سوالات اٹھائے ہیں۔ بہت سے اشتجارِ جبیشہ دنیا میں ایسے موجود ہیں جو ہزار ہزار سال سے اپنے تنوں پر کھڑے ہیں اور بہت سے گمراہ گروہوں کا حال یہ ہے کہ کئی قروں سے ان کی تجارتیں چل رہی ہیں، ان کا رہن سہن عیاشانہ اور پر تنعم ہے اور ان کو دوسروں پر تسلط و اقتدار حاصل ہے۔ لیکن یہ لمبی مدتی قانونِ الہی کی نگاہ میں بالکل حقیر ہیں اور یہ گروہ آہستہ آہستہ اپنے انجام کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ پھر بھی آپ کو اگر قادیانیت کے شجرہ طیبہ ہونے کا اور اس کے پھلنے پھولنے کا یقین ہے تو معاملہ بحث کا نہیں، اس پر تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ تر لبصوا فانی معکم من المتر بصبین!

آپ نے اپنی جماعت سے اختلاف کرنے والے علماء اور قائدین کے لیے ”ملانے“ کا لفظ استعمال کر کے کسی اچھے شریفانہ ذہن و اخلاق کا مظاہرہ نہیں کیا۔ آدمی کو اپنی زبان ہمیشہ پاکیزہ و جہذب رکھنی چاہیے۔ اور اختلاف کرنے والوں کے جذبات پر نشتر چلا چلا کر ایسے اسباب پیدا نہیں کرنے چاہئیں جن سے عام ذہنی و خارجی فضا مگدہ ہو سکے نہ جلتے

(۶) میری درخواست یہ ہے کہ ایک بار پھر اس آیت کی تشریح پر نظر ڈالیے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے سوال کا جائزہ لیجیے۔ آپ نے غور نہیں فرمایا کہ دو مختلف صورتیں الگ الگ بیان کی گئی ہیں، ایک یہ کہ ایک عام آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں اقرا کرے، دوسرے یہ کہ ٹھیک وہ شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں اقرا کرے جسے اللہ نے مامور ہی اس کام پر کیا ہو کہ وہ مفتریوں کے کیسے کرانے کو ختم کرنے کے لیے امرِ حق کی تبیین کر دے۔ دونوں میں فرق وہی ہے جو ایک عام شہری کے ڈاکہ ڈالنے میں، اور ایک کو تو ال کے ڈاکہ ڈالنے میں ہے، یا دہی فرق ہے جو ایک عام آدمی کی خیانت میں اور ایک وزیر کی خیانت میں ہو سکتا ہے۔ قانونِ الہی میں ان دونوں صورتوں پر کارروائی مختلف ہوتی ہے۔ آیت

مذکورہ بالا بالاختصاص اس صورت سے تعلق رکھتی ہے کہ خدا کا مقرر کیا ہوا ایک نبی و رسول اگر اپنی اتھارٹی اور اپنے عہدہ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے وحی کے پہنچانے میں خیانت کرے اور اپنی طرف سے غلط باتیں خدا سے منسوب کر دے تو اس کے ساتھ اللہ کے قانون کا معاملہ کیا ہوگا! ورنہ مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس امت میں متعدد کذابوں نے دعوائے نبوت کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے کسی ایک کی بھی گردن کاٹی ہے؟

آپ اگر ان دونوں صورتوں میں فرق نہیں کر سکتے تو کسی کا آپ پر کوئی زور تو نہیں ہے۔ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۔

اعلان

قارئین "ترجمان" میں سے بہت سے حضرات دفتر میں سوالات ارسال فرماتے ہیں اور اپنا مکمل پتہ تحریر کرنے کے بجائے "ترجمان" کے ذریعے جواب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایسے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہماری پاس کثرت سے سوالات آتے ہیں اور ہر سوال کا جواب ترجمان میں دینا ناممکن ہوتا ہے اور نہ ضروری اور مناسب۔ اس کے علاوہ بہت سے سوالات کے جوابات کتب و رسائل میں پہلے سے دیے جا چکے ہیں۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ سوال کے ساتھ مکمل پتہ بھی لکھ دیا کریں، تاکہ اگر ضرورت ہو تو جواب ذاتی طور پر ڈاک سے بھی دیا جاسکے۔ بصورت دیگر جن سوالات کا جواب "ترجمان" میں دینا ممکن نہ ہو گا یا جن کا جواب پہلے دیا جا چکا ہو گا اُن کا جواب کسی شکل میں بھی ہم دینے سے معذور ہونگے۔

(ادارہ)